

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے } ایڈیٹرز
پادری غلام مسیح صاحب }
میکلوڈ روڈ - لاہور
پادری ڈبلیو - جے - کلارک صاحب
ایم - اے (ایمپرس روڈ - لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے -
اور مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں -

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء | نمبر ۴

کلامِ منّتؔ

خوردہ ام چوں لالہ بر دل داغ عشقِ بسیار گل ... رُوئیدہ از خاکسترم در مزرعِ گلزار گل
عندلیبِ خوش نوا بگرفت در منقار گل ... مے فشاند از دہن یا رُخِ آتش خوار گل
در شبستانِ گُل ماشعِ گریاں راچہ شد ... مے فشاند در لگن انبار در انبار گل
تاکہ محفوظی بماند اُو از دست بُرد باغباں ... زیرِ دامانِ خوشِ مے پرورد خار گل
در گلستانِ خودلے گلچیں چو بنمائی مرا ... جز ازیں تر دیدہ ام در دامنِ کہسار گل
سیر مے بینید سیرِ اُو ہوا خواہانِ تو ... در دو چشمِ دشمنانت مے خلد چوں خار گل
بہرِ زمیں جاش بر سر دادہ لے غنچہ لب ... شد بفیضِ صحبتِ زُلفِ تو عنبر بار گل
پیشِ تو خندیدنش بدنا سزا لے سرو من ... بر سرِ شاخ است یا بکشیدہ بر دار گل
داغِ رشک افتاد بر دل دشمنِ بدبخت را ... شد چراغِ خانہ اعداے نا ہنجار گل
دستِ گل چیدنے چہ داند قدرِ بوے جانفزاش ... بر لبِ شیرین مے فروشد ہر کہ در بازار گل
سبزہ و آبِ رواں و عندلیبِ خوش نوا ... مے فزاید لطفِ تابستانِ لب انہار گل
شاہدِ دیدم و در گلگشت در صحنِ چمن ... قد صنوبر چشم نرگس غنچہ لب رخسار گل
شبنم تر سعی بسیار و کہ سرو او را کشد ... شب چنار آسامیان بوستان زُنار گل
بر نمے خیزد چنیں بار از قتیلِ نازنیں ... آنچہ افشاندی صبا بر تربتم بردار گل
بوئے مانند نہاں در تنگی اش راچہ سود ... ہست بر غنچہ لبے را کاشف اسرار گل
مقتلِ عشاق شد صحنِ گلستاں در سہ را ... بر جگرہا مے زند از برگِ گل تلوار گل
بر نمائش صورتِ سدرک گر آتش اوفتاد ... از نسیمِ فیض او شد صورتِ گلنار گل
تا نہ گردو باغی بادِ خزان تند رو ... گرد آں رشکِ گل از بو میکشد دیوار گل
سوسن و صد برگ نسرین فسترن بر ہر روش ... مے پسند آید مرا در بوستاں ایں چار گل
ہیں سرو ر ایسٹر در نونہالانِ چمن ... شد کنوں بہر سرِ ہر شاخ گل دستار گل
کافرِ عشقش بدر آورد او شد برہمن ... مے نہد بر کتفِ از رگہاے گل زنار گل
ایں زرِ گل را نہ گیرم از پئے خر مہرہ ... مشت زر از غنچہ بگرفت و شد زردار گل
غرہ گر و نیلِ حسن عارضی صد ابلہی است ... در دمے پژمردہ گردد دیدہ ام بسیار گل
روی رنگینِ مسیح آید نظر ایں آرزوست ... مے برند احباب بہرِ زینتِ بیمار گل

نیک بد اندر بد اندر نیک لے منتؔ مرنج
کس ندیدہ در گلستانِ جہاں بے خار گل

کلیسیا

کلیسیا نے تری کل جہان گھیر لیا ... زمین گھیر لی اور آسمان گھیر لیا
تمام مشرق و مغرب تو سب جنوب و شمال ... بچا نہ گوشہ کوئی کل مکان گھیر لیا
بچا نہ کوئی بھی اسکی فراخ دستی سے ... ہر اہل قوم و ہر اہلِ زبان گھیر لیا
نہ کوئی دیس ہی چھوٹا نہ کوئی ملک بچا ... ہر اہل فرقہ ہر اک خاندان گھیر لیا
بچا نہ مرد نہ عورت نہ لڑکیاں لڑکے ... جنین و طفلک و پیر و جوان گھیر لیا
گدا ہو شہ ہو کہ متوسط و غریب و امیر ... کہیں ہو کوئی ہو ذی جسم و جان گھیر لیا



خدا کا شکر کہ احسان مان لے منّت
یہ ایک باقی تھا ہندوستان گھیر لیا

خیالات دیرینہ

چوتھی صحبت۔ دوسرا کوس

عزیز بھائیو! تم نے سنا ہوگا کہ ہمارے ملک میں بعض جگہوں میں ... بیگار اب بھی جاری ہے۔ یعنی حاکم وقت ایک شخص کو اس کی مرضی کے خلاف کام پر لگا لیتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ کسی بیگار میں پکڑے ہوئے آدمی سے آپ کی ملاقات ہو اور آپ اُس سے کہیں کہ اگر کوئی تمہیں بیگار میں ایک کوس لیجائے تو تم دو کوس چلے جاؤ تو وہ تم کو بیدرد انسان دشمن اور خبط الحواس خیال کریگا۔ اور شاید یہاں تک کہہ گذرے کہ اچھا میری جگہ تم لے لو۔ اور ایک کوس کی بجائے دو کوس چلکر دکھا دو۔ نفس انسان جبر و زبر کو برداشت نہیں کر سکتا اپنے منتخب کام کو خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو ہم بخوشی کرینگے۔ مگر مجبور کرنے پر ایک آسان کام بھی پہاڑ معلوم دیگا۔ یہ ہماری طبیعت کا تقاضا ہے یہ ہمارے جسم کی خواہش ہے اور مسیح ہمیں اس کی مخالفت پر آمادہ کرتا ہے۔ وہ ہمیں کہتا ہے کہ جو کوئی تمہیں ایک کوس بیگار میں لیجائے۔ اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ یعنی جتنا تم سے طلب کیا گیا ہے اُس سے زیادہ نہ کرنا تمہاری اچھائی میں نقص ہے گویا کہ محض فرض کا ادا کرنا ایک مسیحی کے لئے ناکافی ہے۔ اُس کو چاہیے کہ اپنی رضا سے اپنے فرائض سے بڑھکر کام کرے۔

ایک ننھے بچے کو دیکھیے۔ جہاں چاہتا ہے جاتا ہے۔ مگر جوں جوں بڑھتا ہے اُس کی آزادی محدود ہوتی جاتی ہے اور جب جوان ہوتا ہے اپنے فرائض زندگی سیکھ کر ان کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اُسے بعض ایسے کام کرنا پڑتے ہیں۔ جن سے اسکی طبیعت گریز کرتی ہے۔ اُسے ناگوار گذرتے ہیں۔ ایسے وقت پر مسیح اپنی سنجیدہ آواز سے کہتا ہے جو بات تمہیں ناگوار گذرتی ہے اُس کے سر انجام کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ تو پھر دیکھو یہ خوشگوار ہو جائیگا یعنی اگر مجبوراً ایک کوس جانا پڑے تو دو کوس چلے جاؤ تو ابتلا کا احساس جاتا رہیگا۔

ایک باغ میں دو پودے لگائے جاتے ہیں۔ زمین اُن سے کہتی ہے کہ تمہیں اُگنا ہوگا۔ ایک پودا تو بمشکل اپنے اقتضا کو پورا کرتا ہے۔ اور دوسرا اپنی رضا سے نہ صرف اُگتا ہے بلکہ بڑھتا پھولتا اور پھلتا ہے۔ آپ کس کو پسند کرینگے یا اُس بچہ کا خیال کیجیے جسکو ماں کہے کہ ذرا بازار سے لہسن لا دو۔ اور وہ سسکتا بلکتا ہوا جائے۔ اگر وہ ہنس کر کہتا کہ لہسن کیا میں آلو گوبھی اور دیگر ترکاریاں لا دونگا اور اُچھلتا کودتا بازار کی طرف روانہ ہو تو وہ پہلے رویہ سے بہتر رویہ اختیار کریگا۔

اس دنیا میں بہت سی بیگاریں ہیں۔ جنکو بادل نخواستہ کرنا یا اٹھانا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے وقت کو لیجیے ہم خواہ کچھ ہی کریں وقت ہمارے روکنے سے رُکتا نہیں پچاس ساٹھ سال انسانی زندگی کے لمحے یکے بعد دیگرے گذرتے جاتے ہیں اور بڑھتی عمر کے ساتھ طاقت اور آزادی گھٹتی جاتی ہے اور انسان کفِ افسوس ملکر کہتا ہے ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے۔

ایسے انسان کو مسیح کہتا ہے کہ جب تو جوان تھا تو تو اپنا پٹکا باندھکر جہاں چاہتا تھا جاتا تھا لیکن جب تو بوڑھا ہوگا تو کوئی دوسرا تیرا پٹکا باندھیگا اور تمہیں وہاں لے جائیگا جہاں تو نہیں جانا چاہتا۔

مگر جو شخص کہتا ہے کہ اچھا میاں وقت! میں تمہیں ٹھہرا نہیں سکتا۔ میں تمہارے مطالبات خوشی سے قبول کرتا ہوں۔ اگر بڑھتی عمر کے ساتھ میرے فرائض بڑھ رہے ہیں تو میں اُن کو ادا کرنے کی کوشش کرونگا جوں جوں میری عمر کے سال گھٹتے ہیں میرا تجربہ بڑھتا ہے اور میں خوش ہوں کہ میرے سال اتنے جلد گذر رہے ہیں یہ دو کوس چلنے والی رُوح ہے۔

دوسری بڑی بیگار کام۔ محنت ہے۔ جن لوگوں کو باپ دادوں کا اندوختہ ملجاتا ہے شاید وہ اس ابتلا سے مستثنٰے ہیں۔ باقی سب جانتے ہیں کہ محنت کے بغیر روٹی نہیں ملیگی۔ اب شروع کرو جب شروع کرو کام کرنا ہے اور اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک استاد اسکول میں اس واسطے پڑھاتا ہے کہ کیے بغیر تنخواہ نہ ملیگی۔ اُس کو پانچ چھ گھنٹے کسی نہ کسی طرح گذارنا ہے۔ وہ گھڑیاں گنتا رہتا ہے کہ کب وقت پورا ہو تو گھر کو جاؤں۔ دوسرا اُستاد سمجھتا ہے کہ یہ چھ گھنٹے کا قلیل عرصہ ملتا ہے کہ میں اپنا کام انجام دوں۔ جتنی جلدی اور جس خوش اسلوبی سے کام کرونگا میرا اپنا فائدہ ہے۔ خدا نے مجھے یہاں ایک مقصد کے لئے رکھا ہے اور اگر اس کام کو بخوشی پورا کرتا ہوں تو خدا کے مقصد کو پورا کرتا ہوں۔ ایسا شخص درحقیقت دو کوس چلنے والا ہے اُس کے لئے کام ناگوار اور کٹھن منزل نہیں بلکہ ایک خوشگوار وادی ہے جس میں چلنا مایۂ ناز اور باعثِ مسرت ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ کام کے . . . ابتدائی ڈنک کو دور کرنے کے لئے کم از کم دوگنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور یہی صحیح طریقِ کار ہے۔

ایک تیسری بیگار انسان کی طاقت و لیاقت کی حدیں ہیں۔ ہم میں سے کون ہے جس نے کبھی نہ کبھی یہ خواہش نہ کی ہو کہ میں بڑے سے بڑا آدمی ہو جاؤں! جب ہم نے کسی بڑے پہلوان کو دیکھا ایسا ہی بننے کی خواہش ہم میں جوش زن ہوئی۔ اچھے گویوں کو دیکھا تو زبردست آرزو ہوئی کہ ہم بھی گانا سیکھیں اور فن موسیقی کے باکمال بنیں۔ لیڈروں کی داستانیں پڑھیں تو خواہش دلنشیں ہوئی کہ چوٹی کے لیڈر بنیں غرضیکہ ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

(باقی)

نور افشان

مطبوعہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۵ء

نعرۂ حق پادری عبد الحق صاحب لودھیانہ میں

ہم اس نمبر میں کسی جگہ نعرۂ حق پادری عبد الحق صاحب کے لودھیانوی خطبات کی کیفیت ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے درج کرتے ہیں۔ گو ہم ایک سال سے پنجاب کے ہر ایک شہر میں آپ کی معجز بیانی کی دھوم سنتے اور پڑھتے آ رہے ہیں۔ گو آپ نے ہر جگہ مسیحیوں اور مسلموں اور ہندو صاحبان سے دادِ تحسین حاصل کی ہے۔ گو ہر شہر کے مسیحی مخالف آپ کے مسیحی استدلال کے آگے عاجز و لاچار ہوتے نظر آ چکے ہیں پر تو بھی آپ کے لودھیانوی خطبوں کی کیفیت ہر ایک ناظر کے لئے بالکل نئی ہے۔ پیشتر کی طرح دلچسپ اور پُر تاثیر ہے۔ پیشتر کی طرح دوستان حق کو ابھارنے والی ہے پیشتر کی طرح مسیحیت کے مخالفین کو سخت پریشان بلکہ دیوانہ کر دینے والی ہے۔ ہم وہ کیفیت پوری کی پوری اس نمبر میں دیتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کرام اس کا پورا لُطف اُٹھا سکیں۔

ہم غیر مرزائی مسلمانوں کی حق پسندی اور شرافت اور فراخدلی کے خود شاہد ہیں۔ ہمارے ساتھ پادری عبد الحق صاحب بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ اُنکو غیر مرزائی مسلمانوں نے پنجاب کے ہر شہر میں ہمیشہ عزت اور حق پسندی کی نظر سے دیکھا اور آپ کے مسیحی خطبات سے فائدہ اُٹھایا۔ گجرانوالہ اور سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں اہل حدیث نے جو آپ سے سلوک کیا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ غیر مرزائی مسلم امن پسند اور حق پسند ہیں۔ اُن کی طرف سے وہ حرکات ممکن نہیں جو لودھیانہ کے لیکچروں کے موقع پر ظہور میں آئیں۔ لودھیانہ میں جناب سید لسین صاحب اُن اصحاب میں سے ایک ہیں جنکو مذہبی حقائق سے دلچسپی ہے۔ آپ ایک سمجھدار جوان ہیں جن میں حق پسندی کا عنصر غالب ہو۔ آپ ہی لودھیانہ میں پادری عبد الحق صاحب کے مقابل کھڑے ہو کر کچھ کہنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ اگر آپ پادری صاحب کے مقابل نہیں آئے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ نے پادری صاحب کے لکچروں کی معقولیت کے آگے سر تسلیم خم کر لیا ہے۔ ہم کو آپ کی ذات سے حق کی تابعداری کی قوی امید ہے۔

باقی رہے مرزائی دوستوں کے کارنامے۔ سو اُنکی بابت اسی قدر کہنا ہے کہ میدانِ تحریر میں اُن کی کمر **تحقیق الاسلام** نے توڑ دی ہے۔ میدانِ مناظرہ میں پادری عبد الحق صاحب نے تمام پنجاب میں اُن کی ترکی تمام کر چھوڑی ہے۔ پھر اگر ہمارے مرزائی بھائی تمام ہندوستان خواندہ مسلمانوں کی آڑ میں ہو کر گرجوں کی کھڑکیاں نہ توڑیں تو اور کیا کریں۔ آخر اُنہوں نے بھی تو اپنے پیر و مرشد مرزا صاحب کی سنت پر عمل کر کے حمایت اسلام کا ثبوت دینا ہے۔ مسیحیوں نے بہت اچھا کیا کہ اُنہیں معاف کر دیا۔

ہم بھی ماسٹر ہیرا خاں کو مبارکباد کہتے ہیں

ماسٹر ہیرا خاں لودھیانہ کے ان شریف مسیحیوں میں سے ایک ہیں جنکی مسیحیت تمام لودھیانہ کے ہندو مسلم شرفا میں مسلمہ ہے۔ ایک مدت تک آپ نے سی بی سکول اور مشن سکول لودھیانہ میں نہایت جانفشانی اور امانت و دیانت اور عزت کے ساتھ مدرسی کی۔ بعض وجوہات کی بنا پر مدرسی چھوڑ کر آپ ڈاکٹر براؤن صاحبہ کے ماتحت میڈیکل کالج لودھیانہ میں کام کرنے لگے۔ جس دیانت و امانت و محنت و وفاداری سے ماسٹر ہیرا خاں نے حسب معمول پرنسپل میڈیکل ڈاکٹر براؤن صاحبہ کے ماتحت میڈیکل کالج لودھیانہ میں کام کیا ہے اُس کی قدر و قیمت ڈاکٹر براؤن صاحبہ کو ہی معلوم ہے۔ بلکہ اب اس کمیٹی نے معلوم کیا ہے جس نے ماسٹر ہیرا خاں کو تین صد روپیہ کا انعام دیا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری۔

ہم ہیرا شناس کے لئے لودھیانہ کی کمیٹی کو صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ کمیٹی نذر آپ کی قدر دانی کا کرائی اور اضافہ بھی جلد کریگی۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا تازہ پیغام برادران ملت کے نام

پیغام صلح کی تازہ اشاعت میں دو کنگ مشن کے اخراجات کے متعلق حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی اپیل پڑھ کر ہمارے دل میں صرف یہ خیال آیا کہ ہند کے بے خبر مسلموں سے چندہ وصول کرنے کا خواجہ صاحب کے ہاتھ اچھا گُر آ گیا ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب کے پیغام کے موافق یہ ہے کہ لنڈن میں بیٹھکر اپنی ملت کے اخباروں میں انگلینڈ اور یورپ کی بابت لکھتے رہو کہ یورپ مسیحیت کے قتل کر چکا ہے کوئی بشپ یا پادری مسیحیت و بائبل کو ماننے والا باقی نہیں ہے انگلینڈ کے عموماً اور لنڈن کے خصوصاً تمام گرجے خالی ہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں اب جاگو۔ یورپ اسلام قبول کرنے کو ہاتھ پھیلا رہا ہے۔ روپیہ بھیجو۔ روپیہ بھیجو۔ انگلینڈ مسلمان ہونے کو تیار ہے۔ پنجاب کے مسلمانوں کے لئے واقعی ان معانی کا شور نہایت دلکش اور اُن کو بے چین کرنے والا ہے۔ وہ نام کے مسلم جو گذشتہ دنوں نیا پیغام مسیحیت نامی رسالہ پر آٹھ ہزار روپیہ نثار کر سکتے تھے اب لاکھوں قربان کرنے کو ضرور تیار ہونگے۔

پر ہم مختصر پیغام صلح کو بتلا دیا چاہتے ہیں کہ جس روز انگلینڈ مسیحیت سے دست بردار ہونے لگے گا اسی روز سب سے پہلے انگلینڈ خواجہ صاحب کے اسلام کو رخصت کریگا۔ بعد کو مسیحیت سے دست بردار ہوگا۔ انگلینڈ اگر

یورپ کی مسیحیت سے دست برداری کے معنے ... یقیناً دنیا کے مروجہ مذاہب سے دست برداری کے ہونگے۔ اس لئے ہم مسلمان بھائیوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ یورپ اور انگلینڈ کو مسلم بنانے کے خیال سے روپیہ دینا بالکل فضول اور لاحاصل ہے۔ حضرت خواجہ صاحب پنجابی مسیحیوں کے مقابل کیا کر گئے ہیں جو انگلینڈ میں کرینگے۔ یہ تو ان کی بزرگانہ باتیں ہیں جن پر پیغام صلح ہی کو اعتقاد ہو سکتا ہے۔

بائبل اور قرآن

ہمعصر پیغام صلح نے اپنی تازہ اشاعت میں عنوان بالا کے ذیل میں ولایت کے اخبار "ایڈورڈیجز" کے بیان کو نقل کر کے اسکی صحت یا عدم صحت پر ہماری رائے طلب کی ہے جس کے جواب میں ہماری اسی قدر گذارش ہے کہ ہم قرآن عربی کے محکم حصہ کو خالص مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ اسلامی قوانین فوجداری اور دیوانی قرآن پر تشابہ ایسے ہی اصولاً ... مبنی سمجھتے ہیں جیسے کہ مسیحی ممالک کے قوانین دیوانی اور فوجداری اصولاً بائبل پر مبنی ہیں۔

جمعیت العلمائے ہند میں توریہ کی تعلیم

آخر جمعیت العلمائے ہند نے ترک موالات کی التوا کی راہ نکال ہی لی .... جس چیز کو اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ حرام قرار دیا گیا تھا کہ کاغذی اشتہارات سے تجاوز کر کے دیواروں کے اوپر موٹے حروف میں لکھ دیا گیا کہ "پولیس اور فوج کی ملازمت حرام ہے"، بلکہ کسی ایک بات میں بھی حکومت سے اشتراک عمل یا موالات کو جائز نہ سمجھا گیا تھا۔ جمعیت العلما کے اجلاس مرادآباد میں اس کو صورتاً حلال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

وہ خاص صورت کونسی ہے۔ افسوس ہے کہ مولوی ابوالمحاسن صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار نے اپنے خطبہ صدارت میں توریہ اور مخادعۃ کے نام سے اسے موسوم کر کے علمائے ہند کی ایمانی کیفیت کا حیرت انگیز طریق پر انکشاف ہے یعنے وہ مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ وہ کونسلوں میں جائیں۔ حلف وفاداری لیں۔ فوجوں میں بھرتی ہوں سرکاری ملازمتیں کریں۔ لیکن ان سب حالات میں ایک بات ان کے پیش نظر ہو یعنے توریہ اور مخادعۃ، بالفاظ دیگر جھوٹ اور دھوکا بازی ان کا شعار ہو۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ ہیں

"لیکن ایک صورت ایسی ہے کہ بعض مخصوص مسلمان صورۃً ترک موالات کو اپنے حق میں اغراض ملیہ اور جمہوریہ کو مد نظر رکھ کر ہی ملتوی کر سکتے ہیں اور وہ صورت مخادعۃ ہے"۔

"حکومت سے دشمنی رکھنے کے باوجود کوئی شخص اس موالات میں شرکت کرے اور موالات کرنے کے ساتھ اپنی ایمانی قوت میں اس قدر مضبوط اور پختہ ہو کہ جتنے مفاسد اختلاط اور خلط ملط سے پیدا ہوتے ہیں ان تمام مفاسد سے اپنے کو محفوظ رکھ سکے اور کسی حرام فعل کا ارتکاب نہ کرے۔ بلکہ نہایت جرأت اور اپنی حکمت عملی سے فعل حرام سے اجتناب کرتا رہے۔ وفاداری کے اظہار میں تعریض اور توریہ سے کام لے"۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ان علما کی حالت ہے جو آج شریعت غرائے مصطفوی کے پیشوا اور امام سمجھے جاتے ہیں۔ جنہیں امیر شریعت ہونے کا دعوےٰ ہے آج وہ ادنیٰ مفاد دنیوی کے لئے مسلمانوں کو توریہ اور مخادعۃ کی تعلیم دیتے اور پھر اسکو قوت ایمانی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ افسوس اس ایمان پر جو جھوٹ اور فریب کی تعلیم دیتا ہے، اور صداقت اور راستگوئی کے بجائے مخادعۃ سکھاتا ہے۔ آخر کس نے مجبور کیا ہے کہ ترک موالات کو ملتوی کیا جائے۔ اگر فی الواقعہ حکومت سے صدق دل کے ساتھ موالات جائز نہیں تو کونسلوں کا داخلہ یا ملازمتوں کا سوال کیا ایسی چیزیں ہیں کہ دین و ایمان کو ان پر سے قربان کر دیا جائے؟ اور جھوٹ اور دغابازی کو اپنا شعار بنایا جائے؟ ودوا لو تدھن فیدھنون کی کیفیت کفار پر اس وقت صادق آئے یا نہ آئے۔ مسلمانوں کو اس کا مصداق بنانے کی شرمناک کوشش مولوی ابوالمحاسن صاحب نے ضرور کی ہے اور افسوس ہے کہ جمعیت العلمائے ہند کے پلیٹ فارم سے اس خلاف ایمان آواز کو بلند کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ایمان فروشی میں علما کا قدم آج سب سے آگے ہے۔

(پیغام صلح مطبوعہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء)

عمدہ کارکردگی کے صلہ میں انعام

لودیانہ میں نیو میٹرنٹی وارڈ کی تعمیر کی لاگت کا تخمینہ جو کئی لائق انجنیروں نے ملکر کیا تھا مسٹر ہیرا خاں صاحب نے اس سے بہت ہی کم تخمینہ لگایا تھا۔ تمام انجنیر متفق الرائے تھے کہ مسٹر ہیرا خاں صاحب کا تخمینہ بالکل غلط ہے۔ اس میں یہ وارڈ کسی صورت میں بھی تیار نہیں ہو سکتا۔ لیکن مسٹر ہیرا خاں صاحب نے اپنے پیش کردہ تخمینہ سے بہت ہی کم روپیہ میں نیو میٹرنٹی وارڈ نہایت ہی عمدہ اور بے نقص تیار کر کے دکھا دیا اور اپنی بے نظیر ہمت۔ جانفشانی اور خود نگرانی کرنے کی بدولت سب سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اس لئے انکو کمیٹی کی طرف سے اس حسن کارگذاری کے صلہ میں تین سو روپیہ کا انعام دیا گیا۔ ہم خانصاحب موصوف کو اس کامیابی کے لئے مبارکباد دیتے ہیں۔

(نامہ نگار)

خوفناک آتشزدگی

کل رات کٹڑہ جیل سنگھ امرتسر میں خوفناک آتشزدگی واقع ہوئی۔ سردار گوردیال سنگھ کے مکان کو سخت نقصان پہنچا اور پچاس ساٹھ ہزار روپیہ تک کا نقصان ہوا۔

آج علی الصبح نارتھ ویسٹرن ریلوے پر چار نمبر کی ڈاؤن ٹرین اور ایک مال گاڑی کے درمیان تصادم ہو گیا۔ مال گاڑی ڈگرا اسٹیشن پر کھڑی تھی۔ چھ مسافروں اور ڈرائیور کو ضربیں آئیں ایک اور مسافر کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔



علامۃ الورٰی عالیجناب پادری عبدالحق صاحب کے لکچر لودیانہ میں

مدتِ بعید و عرصہ بعید سے احباب سے سنتے اور مختلف اخباروں میں پڑھتے چلے آتے تھے۔ کہ افضل الفضلاء اکمل العلماء۔ علامۂ عصر فہامہ دہر سلطان المناظرین پادری عبدالحق صاحب بالقابہ و مدارجہ نے مختلف مقامات اور شہروں میں صداقتِ دین عیسوی پر لکچر دیئے اور اپنے کلام بلاغت نظام سے تمام سربرآوردہ اور اشہر مولوی صاحبان کو دورانِ مناظرہ میں ایسی شکست فاش دی کہ وہ تا ابد اُن کے مقابل کھڑے ہونے کی جرأت اور جسارت ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہماری مدت سے یہ دلی تمنا تھی کہ کاش کہ پادری صاحب ممدوح الاوصاف ادھر بھی تشریف شریف لا کر باشندگان لودیانہ کو اپنے فیض بخش دروس سے فیضیاب کریں۔ اللہ جلشانہ کا بیحد و عد شکر و احسان ہے کہ اُس نے ہماری دلی آرزو کو پورا کیا۔ اور اُس نے پادری صاحب ممدوح کو اس جگہ بھیج دیا۔ تاکہ وہ یہاں پر بھی اپنے مفید لکچروں کا سلسلہ شروع کریں اور مسیحی عقائد کی صداقت کو بالتفصیل والتوضیح اہلِ اسلام و اہلِ ہنود کے روبرو پیش کریں۔

چنانچہ عالیجناب پادری عبدالحق صاحب ۸ جنوری ۱۹۲۵ء کو لودھیانہ میں تشریف آور ہوئے اور اسی تاریخ کی شام کو اُنہوں نے اپنے نادر اور عدیم المثال لکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ۱۸ جنوری ۱۹۲۵ء کو اُنہوں نے **حقیقی مذہب** پر لکچر دے کر براہین ساطع سے ثابت کر دیا کہ دنیا بھر کے موجودہ مذاہب میں حقیقی اور الٰہی مذہب صرف مسیحی دین ہی ہے اور بس۔ مگر سامعین میں سے کسی نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا اور پادری صاحب کے پیش کردہ دلائل قاطع کے مقابل کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ دم مارسکے واقعی پادری صاحب کا لکچر لاجواب اور بے نظیر تھا۔

۱۹ تاریخ کو پادری صاحب موصوف نے **بائبل کلام اللہ** پر لکچر دیا۔ سامعین کی کثرت سے گرجا ایسا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کہ تل رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ یہ لکچر بھی اپنے حسنِ بیان اور منطقیانہ دلائل کی پختگی اور استواری کی وجہ سے نہایت ہی اعلیٰ دلکش اور بدرجہ کمال دلاویز تھا۔

لکچر کے خاتمہ پر سامعین کو مضمون لکچر پر اعتراض کرنے کی اجازت دی گئی۔ مہاشہ شری رام صاحب نے کسی ملحد کی کتاب میں سے ایسی چند سطور پڑھ کر سنائیں کہ جن میں بائبل مقدس کی توہین درج تھی۔ اس کے جواب میں پادری صاحب نے فرمایا کہ کسی ملحد کی ذاتی رائے میرے لئے کوئی سند نہیں ہے۔ کیا ویدوں کے خلاف سینکڑوں بلکہ ہزار ہا کتب نہیں لکھی گئی ہیں پس آپ کے قول کے مطابق ہی آپ کو لازم تھا کہ ویدوں کو آپ اپنے معتقدات میں سے خارج کر دیتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ پس جس کو آپ منظور نہیں کر سکتے۔ میرے لئے کیوں جائز اور درست سمجھتے ہیں؟ اگر آپ سے ہو سکتا ہے تو آپ میرے لئے پیش کردہ دلائل کی تردید کریں۔ لیکن یاد رہے کہ کسی ملحد کا قول میرے لئے کوئی سند نہیں ہے۔

اُن کے بعد مولوی غلام مصطفٰے صاحب نے اعتراض کیا کہ بائبل بالکل محرف کتاب ہے۔ اس کا اب کیا اعتبار ہے۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ میں نے متعدد دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ بائبل غیر محرف ہے۔ اگر بقول آپ کے محرف ہی ہے تو اب آپ ہی بتائیں کہ (۱) یہ تحریف کس نے کی اور (۲) کب کی اور (۳) کس ملک میں یہ فعل عمل میں آیا تھا (۴) کیا اُس ملک کے علاوہ دیگر ممالک کے مسیحی اور کل یہودی بھی متفقہ طور سے اس فعل میں باوجود سخت دشمنی کے شریک ہو گئے تھے (۵) اور نیز ایسی نفرت انگیز کارروائی کرنے سے اُن کا مقصد کیا تھا؟

ان تمام امورات کا ثبوت آپ تاریخی دیں اور وہ محض زبانی ڈھکوسلا نہ ہو۔ جب تک آپ ان امورات کا جواب باصواب نہ دینگے۔ میں آپ کا پیچھا ہرگز ہرگز نہ چھوڑونگا۔ میں نے اپنے لکچر میں یقینی دلائل سے تحقیقاً ثابت کر دیا تھا کہ بائبل غیر محرف ہے۔ اور اگر آپ میرے دلائل کو رد کرنے کے بغیر ہی یہ کہتے چلے جائیں کہ بائبل محرف ہے تو یہ دعوےٰ بلادلیل ہے اور دعوےٰ بلادلیل باطل ہوا کرتا ہے اور قابلِ استماع نہیں۔ آپ دلائل سے ثابت کر دیں کہ بائبل محرف ہے۔ قرآن شریف میں تو کسی جگہ بھی نہیں لکھا کہ بائبل محرف ہے۔ بلکہ جابجا منصوص ہے۔ کہ قرآن بائبل کا مصدق ہے۔ کیا قرآن ایک محرف اور ناقابلِ اعتبار بائبل کی تصدیق کرتا ہے؟ اگر وہ ایک محرف کتاب کی تصدیق کرتا ہے تو وہ خود ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے۔ اور علاوہ ازیں تمام معتبر مفسر بائبل میں لفظی تحریفات کا انکار کرتے ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ خدا کا کلام تا ابد قائم رہیگا اور نیز لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس نبوت کی کتاب میں کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کریگا۔ اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اُس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے جنکا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصہ نکال ڈالیگا مکاشفات ۲۲: ۱۸ و ۱۹۔

برخلاف اس کے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ قرآن ہی محرف کتاب ہے نہ کہ بائبل۔

اس کے جواب الجواب میں مولوی صاحب نے کچھ نہیں کہا۔

۲۰ تاریخ کو پادری صاحب موصوف نے **الوہیت مسیح** پر لکچر دیا۔ یہ لکچر بھی پہلے لکچروں کی طرح نہایت ہی فصیح و بلیغ اور فلسفیانہ و منطقیانہ دلائل سے رنگین تھا۔ پادری صاحب نے نہایت ہی عمدگی اور کمال وضاحت سے ہر پہلو پر بحث کر کے الوہیت مسیح کو ثابت کیا۔ جس پر حاضرین میں سے بہت سے اشخاص

عش عش کرنے لگے اور کہا کہ آج ہم نے اس لکچر کے ذریعہ سے اپنے دیرینہ شکوک رفع کئے ہیں۔ ورنہ آجتک ناقہمی کی وجہ سے ہماری سمجھ پر پردہ سا پڑا ہوا تھا۔ باوجودیکہ پادری صاحب کا لکچر بالکل لاجواب تھا۔ اور تعلیم یافتہ اشخاص نے اس کی بزور تصدیق کی۔ مگر پھر بھی حضرات مسلمان ازحد پیچ وتاب کھانے لگے۔ اور تمام مسلمانوں کی طرف سے ماسٹر فضل کریم صاحب احمدی اعتراض کرنے کیلئے اُٹھے اور اُٹھتے ہی وہی دقیانوسی اعتراض کرنے لگے کہ

"عیسائی ناحق مسیح کو خدا بنانے بیٹھے ہیں۔ مسیح کا قول ہے کہ کیوں تو مجھ کو نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں مگر خدا۔ اور مسیح کی ولادت بغیر والد کے ہونے کی وجہ سے بھی وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ اگر مسیح کی پیدائش غیرمعمولی مان لی جائے تو حشرات الارض بھی بلا والدین کے پیدا ہوتے ہیں۔ آدم بھی بلا والدین پیدا ہوئے اور بعض مرغیاں بغیر نر کے خاکی انڈے دیا کرتی ہیں۔ کیا یہ سب امورات غیرمعمولی نہیں؟ مسیح کی اس میں خصوصیت ہی کیا ہے؟ غیرمعمولی ہونے کی وجہ سے دونوں امورات یکساں ہیں"۔

پادری صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بائبل جوکہ کلام اللہ ہے وہی مسیح کی الوہیت کا اظہار کرتی ہے جسکا کامل ثبوت اپنے لکچر میں دے چکا ہوں۔ اگر آپ کے امکان میں ہے تو اس کو رد کریں۔ ہم ناحق اور زبردستی سے مسیح کو خدا نہیں بناتے۔ بلکہ بائبل ہی اس تعلیم کی تلقین کرتی ہے جو قول آپ نے خداوند مسیح کا پیش کیا ہے اُس سے تو اور بھی مسیح کی الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ مسیح اس شخص سے سوال کرتا ہے کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے؟ اس کی خاص وجہ کیا ہے؟ اگر تو مجھے محض انسان ہی سمجھتا ہے تو میں نیک ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ کل انسان گنہگار ہونے کی حیثیت سے نیک نہیں ہیں۔ مگر صرف خدا ہی نیک ٹھہرتا ہے۔ جس میں بدی کا امکان ہی نہیں۔ لیکن اگر میں تیری نظر میں واقعی نیک ہوں تو پھر خدا ہوں کیونکہ خدا ہی ہے جو نیک ہے۔ بجز اس کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس میں تو دعوے الوہیت ہے نہ کہ نفی الوہیت۔ آپ اُلٹا سمجھے ہیں۔

(۲) ہم مسیح کو محض اُسکی اعجازی پیدائش ہی کی وجہ سے خدا نہیں کہتے۔ جیسے کہ آپ نے ثابت کرنا چاہا ہے۔ اُس کی اعجازی پیدائش اس مقصد سے ہوئی۔ کہ اُسکی شخصیت بےگناہ ہو۔ اور اس میں الوہیت کا کمال بسے۔ نہ صرف آدم کی اول پیدائش بلا والدین ہوئی بلکہ اول ہی اول کل جانداروں کی بھی۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ جب سلسلہ تولید آدم سے شروع ہوگیا تو کیا وجہ ہے؟ کہ مسیح بلا والد کے پیدا ہؤا؟ اور مسلمانوں کے مسلمات کے مطابق مسیح کی والدہ حضرت مریم اور اُس کا فرزند مسیح دونوں مس شیطانی سے محفوظ رہے اس کا کیا مطلب ہے؟ ایسا کیوں ہؤا؟ فرشتے نے آسمان سے نازل ہوکر کیوں بشارت کلمۃ اللہ دی اور اُسکی والدہ کو تمام دنیا کی مستورات پر کیوں فضیلت دی گئی؟ کیا اسکی وجہ یہ نہیں کہ اس میں الوہیت مجسم تھی۔ اور اس میں الوہیت کا سارا کمال بستا تھا اور وہ مظہر اللہ تھا مسیح کا جسم انسانی شکل ظرف تھا جس میں خدا کا ظہور ہؤا جیسے کہ جلتے ہوئے بوٹے میں موسےٰ پر ظاہر ہؤا تھا۔ اور جہاں وہ ظاہر ہؤا تھا وہ جگہ پاک نہ تھی؟ اگر آپ ان تمام حقائق کا ایک سرے ہی سے انکار کردیں تو ازروئے قرآن شریف آپ اس کی توضیح وتشریح کردیں کہ وہ سلسلہ تولید جاری ہوچکنے کے بعد کیوں بلا والد کے پیدا ہوئے۔ فرورت کو واضح کریں۔

رہا خاکی انڈوں کا مسئلہ کہ وہ غیرمعمولی بات ہے۔ یہ بالکل ہنسی کی بات ہے حضرت! غیرمعمولی اسکو کہتے ہیں کہ جو امر کبھی بھی قبل ازیں وقوع میں آیا ہی نہ ہو۔ اگر بوقوع آتا رہا ہے۔ جیسے مرغیوں کا خاکی انڈے دینا تو وہ غیرمعمولی نہیں رہا۔ لیکن مسیح کا بلا والد کے پیدا ہونا جبکہ سلسلہ تولید جاری ہوچکا تھا بالکل غیرمعمولی ہے کیونکہ بجز مسیح کے کوئی بشر اس طرح پیدا نہیں ہؤا۔ رہا حشرات الارض کا مسئلہ کہ وہ بلا والدین کے پیدا ہوجاتے ہیں قطعی سائنس کے برخلاف ہے۔ پاسٹیور صاحب نے اس امر کو بدلائل باطل ثابت کردیا ہے۔ اب کوئی سائنسدان ازخود پیدائش کا قائل نہیں ہے۔

اس پر ماسٹر فضل کریم صاحب خاموش ہوگئے۔

ان کے بعد لالہ نند لال صاحب اُٹھے اور دعوےٰ کیا کہ ہمارے ہاں ۲۴ اوتار آچکے ہیں جو بلا والد پیدا ہوئے مسیح کی کوئی فوقیت اس بارے میں نہیں ہے۔ پادری صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آپ کے ہاں ۲۴ اوتار نہیں مانے جاتے۔ صرف ۹ اوتار مانے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ دسواں نشکلنک اوتار کنواری (کنیا) سے پیدا ہوگا۔ لیکن مقدم الذکر اوتار سب کے سب والدین سے پیدا ہوئے اور گنہگار رہتے۔ ورنہ آنے والے نشکلنک (بے داغ۔ بے گناہ) اوتار کنیا (کنواری) سے پیدا ہوگا۔ کیا ہمارے ہاں مسیح نشکلنک اوتار نہیں جو کنواری مریم سے پیدا ہؤا؟ پہلے تو اوتاروں کی بابت لکھا ہے کہ وہ گنہگار تھے اور اُنہوں نے دشمنوں کو مارا۔ تباہ کیا۔ برباد کیا۔ ہزاروں عورتوں کو بیوہ بنایا اور ہزارہا بچوں کو یتیم کردیا۔ مگر مسیح خداوند کی فوقیت یہ ہے کہ واقعی وہ بےگناہ تھا کنواری سے پیدا ہؤا۔ اس کی تعلیمات بےداغ اور نمونہ عدیم النظیر واقع ہؤا ہے۔ اس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ اس نے اپنے دشمنوں کو فنا نہیں کیا۔ تلوار نہیں چلائی۔ بلکہ دشمنوں کے لئے دعائے خیر کی اور دشمنوں کے لئے اپنی جان دی اور سب کو جو اُس پر ایمان لائیں نجات بخشی۔

اس کے جواب میں لالہ نند لال صاحب نے کچھ نہ کہا اور ایک اور دوسرا اعتراض پیش کیا کہ اگر مسیح شخصیت میں سچ مچ خدا تھا تو غیرمحدود خدا مسیح

کے محدود جسم میں محدود ہوگیا۔ اس کے جواب میں پادری صاحب نے فرمایا کہ کلمۃ اللہ ابن آدم کی انسانیت میں ساری یا طاری نہیں ہوا۔ کیونکہ سریان وطریان اعیان واعراض کا خاصہ ہے اور خدا تعالےٰ اس سے منزہ ہے۔ نیز واجب ولامحدود ہستی کے لئے شے ممکن ومحدود کو محل قرار دینا محض سوفسطا ہے۔ پس خداوند مسیح کی شخصیت میں الوہیت کا انسانیت کے ساتھ علاقہ حال ومحل کا نہیں بلکہ ظاہر ومظہر کا ہے۔ ہم اقنوم ثانی میں کلمۃ اللہ کو مظہر مانتے ہیں۔ اقنوم ثانی نے جسم میں حلول نہیں کیا کہ کسی حیز وجہت سے خاص اور محدود ہو جائے۔ بلکہ اس میں ظہور پکڑا۔ کیونکہ کسی جسم میں حلول کرنا یا اس میں داخل ہونا خاصہ مواد واعراض کا ہے چنانچہ باوجودیکہ ذات واجب تعالےٰ بوجہ لامحدودیت کے ہرجگہ موجود ہے۔ لیکن کسی جگہ میں اس کا موجود ہونا یا ظاہر ہو جانا اُس جگہ میں محصور ومحدود ہونے کی دلیل نہیں۔ مسیح کا جسم ایک ظرف ہے اور الوہیت غیر محدود مظروف۔ چونکہ مظروف یعنی الوہیت لامحدود ہے۔ اس لئے وہ بجنسہٖ ہی غیر محدود رہتی ہے۔ کیونکہ ذات واجب میں تغیر کو دخل نہیں کہ وہ جو لامحدود ہے محدود ومقید ہو جائے۔ خدا ہر ایک جگہ میں موجود ہے لیکن مسیح کے جسم میں اُس کا خاص طور سے ظہور ہوا۔ جیسے ہوا ہرجگہ موجود ہے۔ مگر پنکھا چلانے سے خاص اسی مقام پر ہوا کا ظہور ہوتا ہے کہ جس جگہ پنکھا چلایا جاتا ہے۔ پس مسیح میں خدا نہ ساری ہوا نہ طاری ہوا نہ حلول ہوا نہ محدود بلکہ اُس میں اُس کا ظہور ہوا۔

اس کا جواب لالہ نند لال صاحب کے فہم سے بالا تھا آخر کار وہ بھی لاجواب ہو کر بیٹھ گئے۔

۱۲ تاریخ کو پادری عبدالحق صاحب نے کفّارہ پر نہایت ہی دلچسپ فاضلانہ لکچر دیا۔ جو کہ فصاحت وبلاغت کی جان تھا اور دلائل قاطع اور حجج ساطع سے ثابت کر کے دکھا دیا کہ کفارہ کا مسئلہ بالکل حق ہے اور دوران لکچر میں اہل ہنود اور اہل اسلام کے کل مروجہ اعتراضات کا جواب ایسی حذاقت اور تحقیق وتدقیق سے دیا کہ حاضرین واہ واہ پکار اُٹھے۔ لکچر ختم ہونے کو تھا کہ بیحد تعریف سنکر سید محمد یٰسین صاحب گھبرا کر اٹھے اور اُنہوں نے پادری صاحب کو مناظرہ کے لئے چیلنج دیا کہ کل کے دن میں اسی مضمون کفارہ پر بحث ومباحثہ کرونگا۔ تاکہ آپ کے اس لکچر کا زہریلا اثر لوگوں کے دلوں میں سے زائل ہو جائے اور اہل اسلام کی طرف سے میں ہی میدان مباحثہ میں آؤنگا۔ جناب پادری عبدالحق صاحب نے خندہ پیشانی سے فرمایا کہ میں آپ سے مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہوں کل کے دن مباحثہ ہو اور جو وقت اور جگہ آپ پسند کریں میں بسروچشم آنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ایسے مباحثہ میں امن کا قائم رکھنا لازمی امر ہے۔ بالخصوص لودھیانہ جیسے شہر میں۔ اس لئے فریقین کی جانب سے ایک تحریری اقرار نامہ لکھا جانا اشد ضروری امر ہے تاکہ ہم میں سے کوئی بروقت مباحثہ شور وشر اور فساد برپا نہ کرے۔ میں مسیحیوں کی طرف سے اور آپ اہل اسلام کی جانب سے امن قائم رکھنے کے ذمہ وار ہونگے اور میں اسی وقت اس مضمون کا تحریری اقرار نامہ لکھنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ بھی لکھ دیں۔ تاکہ کل ہی کے دن مباحثہ ہو جائے۔ کیونکہ میں نے اس کے بعد ہی انبالہ میں لکچر دینے کے لئے جانا ہے۔

اس پر سید محمد یٰسین شاہ صاحب نے بڑے زور سے وعدہ کیا کہ میں کل یہ تحریری اقرار نامہ بھیجدونگا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ باوجود انتظار بسیار اُن کی طرف سے اس قسم کا کوئی رقعہ نہیں پہنچا اور شام ہونے کے قریب ہوگئی۔ آخر یہی سمجھا گیا کہ شاہ صاحب مباحثہ سے گریز کرتے ہیں۔ اُن کا صریح گریز دیکھکر اور ساڑھے پانچ بجے شام تک کامل انتظار کر لینے کے بعد پادری صاحب موصوف نے مجبوراً اپنا پانچواں لکچر "تثلیث مقدس" پر دینا شروع کر دیا۔ سامعین کی تعداد تمام گذشتہ دنوں سے زیادہ تھی۔ پادری صاحب نے فلسفہ اور منطق کے دریا بہادیئے۔ اور ناقابل تردید دلائل اور براہین سے ثابت کر دکھایا کہ وحدت محضہ کوئی شے نہیں۔ اس کی کوئی بھی تعریف نہیں ہو سکتی اور نہ آجتک کسی نے کی ہے قرآن میں وحدت کی کوئی تعریف نہیں کی گئی اور جو تعریف ہے وہ محض سلبی ہے نہ کہ اثباتی۔ لیکن تثلیث مقدس جسکو انجیل مقدس پیش کرتی بالکل فلسفہ ومنطق کے مطابق ہے۔ خدا کی ذات بیشک واحد ہے۔ مگر اس کی ذات واحد میں تین امتیازات ہیں اور وحدت محضہ اور یونانیوں کے مسئلہ اَلوَاحِدُ لَا یَصْدُرُ عَنْہُ اِلَّا الوَاحِدُ کی خوب قلعی کھول ڈالی۔ اس وقت سامعین کے استعجاب کی کوئی حد نہ تھی سامعین میں بہت سے مولوی صاحبان بھی تھے۔ وہ اس فاضلانہ لکچر کو سنکر حیران اور مبہوت ہو گئے اور اُن کے ہوش وحواس اُڑ گئے۔ اور چہرے فق ہو گئے۔ آخرکار علامۂ زمان پادری عبدالحق صاحب کے لکچر کا جواب دینے کے لئے مولوی رحمت علی صاحب کو بہزار منت وسماجت کھڑا کیا۔ کہ آج اسلام کی لاج رکھ لیں۔ ورنہ اس کا نتیجہ اسلام کے حق میں نہایت ہی بُرا ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ مضمون مولوی صاحب کے فہم وادراک سے بدرجہا اعلےٰ اور بلند تھا۔ وہ بیچارے اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ اس لئے مولوی رحمت علی صاحب لکچر کے دلائل پر اعتراض کرنے کے بجائے مبتدا وخبر کو فلسفہ سے متعلق بتانے کے بے معنی راگ الاپنے لگے۔ اور اپنا دعوائے علمیت وفضیلت بیان کرنے اور دور از کار باتوں میں وقت ٹالنے لگے۔ فصیح اللسان پادری صاحب نے مولوی رحمت علی صاحب کی خوب ہی خاطر کی۔ کہ مسند الیہ اور مسند کو بھلا فلسفہ سے کیا تعلق ہے۔ اہل علم اشخاص آپ کی اس بات پر ہنستے ہیں کہ مولوی صاحب یہ کیا کہہ رہے ہیں اور اگر آپ کو دعوئے علمیت ہے ہی تو میرے پیش کردہ دلائل کو رد کریں۔ مگر مولوی صاحب کی ربط اور تجزیہ ہی رونق بیانی رہی کتنا

کچھ اور چاہتے تھے اور زبان سے نکلتا کچھ اور تھا جب منصف مزاج اصحاب نے دیکھا کہ مولوی صاحب پادری صاحب کی کسی ایک دلیل کو بھی نہیں چھوتے اور محض دفع الوقتی کر رہے ہیں تو سامعین میں سے ایک منصف مزاج مسلمان ہی پکار اٹھا کہ مولوی صاحب اگر آپ پادری صاحب کے دلائل پیش کردہ کو رد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو فبہا۔ ورنہ آپ کی بے معنی ڈینگ اور تشخص و تعلّی سے کام نہیں نکلنے کا۔ اس پر مولوی صاحب نہایت خفیف ہوئے۔ سامعین ہر طرف سے پکارتے تھے کہ مولوی صاحب آپ پادری صاحب کی دلیلوں کا جواب دیں۔ مگر مولوی صاحب تھے کہ اُدھر کا رُخ نہ کرتے تھے۔ آخرکار پادری صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب نے میری دلیلوں کو سمجھا تک بھی نہیں ہے۔ رد کیا کرینگے۔ اگر سمجھا ہے تو میری ایک ہی دلیل کو بعینہ بیان کر کے دکھائیں اور پھر جواب دیں۔ ورنہ مان لیں کہ یہ مضمون میری سمجھ سے بالا ہے۔ اس کے جواب میں مولوی رحمت علی صاحب نے کہا کہ پادری صاحب فلسفہ بالکل نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو اس لفظ کی تشریح کریں۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک یونانی لفظ ہے جو دو لفظوں فائیلا اور سوفیہ سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں محبتِ عقل۔ مگر یہ تو بتائیے کہ آپ بحث علم فلسفہ کی کرنا چاہتے ہیں یا میرے دلائل کا جواب دیجئے؟

جب اہلِ اسلام نے دیکھا کہ ہمارے مولوی رحمت علی صاحب صریحاً شکست کھا گئے ہیں اور وہ پادری صاحب کے دلائل کا کچھ بھی جواب دے نہیں سکتے تو وہ چیں بجبیں ہو گئے۔ اور اُن کے بیجا غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی اور ساتھ جب چاروں طرف سے منصف مزاج اشخاص آوازے پر آوازہ کسنے لگے کہ مولوی رحمت علی صاحب فی الحقیقت پادری عبدالحق صاحب کی ایک دلیل کا بھی جواب دے نہ سکے تو اور بھی بھڑک اُٹھے اور فساد کرنے پر آمادہ ہو گئے اور خوب دل کھول کر شور مچانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی گرجے کی بنچوں کو توڑ دیا۔ تمام اہل ہنود اور سو مگر شرفا مسلمانوں کی ان حرکات ناشائستہ کو دیکھ کر حیرت کا پُتلا بن گئے۔ اور سا نہ افسوس کرتے تھے کہ انہوں نے یہ کیا تو کیا کیا۔ دوسروں کے عبادتگاہ میں ایسا کرنا تو سخت مذموم اور قبیح امر ہے اور سنگین جُرم بھی ہے۔

ہمیں اہلِ اسلام کی اس ناشائستہ حرکت پر بدرجہ غایت رنج ہے اور کل منصف مزاج ہندؤوں اور مسلمانوں کو بھی ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اس مسئلہ کی تحقیق کرتے اُنہوں نے شور و شر اور فساد برپا کرنے کی ٹھان لی اور اسی کو اپنی **فتح کا شادیانہ** سمجھا۔ ایسی عقل اور جہالت اور فعل پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

سامعین میں جتنے تعلیم یافتہ اشخاص تھے وہ تو جناب پادری عبدالحق صاحب کی تعریف و توصیف تحمل و بردباری کے راگ آج تک گا رہے ہیں۔ مگر جاہل مسلمان خلافِ واقعہ اپنے نام نہاد مولویوں کو فضیلت دے رہے ہیں۔ مگر ضمیر کی آواز بھی ایک چیز ہے جو کہ دل کو بے چین کر دیتی ہے۔ ۱۳ تاریخ کو چند مسلمان صاحبان اپنی اس حرکت ناشائستہ کی معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوئے۔ جنکو مسیحیانہ اصول کے مطابق معافی دے دی گئی۔

بلاشبہ پادری عبدالحق صاحب کی علمی لیاقت اور مذہبی قابلیت کا لوہا تمام باشندگان لودیانہ نے بلا اکراہ مان لیا ہے۔ کل تعلیم یافتہ اشخاص پادری صاحب کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں کہ ایسا جادو بیان فصیح اللسان۔ فلسفی دماغ اور منطقی مقرر آج تک ہم نے نہ دیکھا تھا۔ آخر میں اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ پادری صاحب موصوف کے کل لکچر بہت جلد ایک رسالہ کی صورت میں شائع کئے جائینگے۔ تاکہ پبلک ان لکچروں کی اہمیت و قابلیت کا اندازہ خود ہی لگا لے۔ اور اگر اب کسی مولوی میں یہ دم خم ہے کہ ان لکچروں کا جواب دے سکے تو بڑی خوشی سے دے۔ جھوٹا ڈھنڈورہ پیٹنے سے فتح حاصل نہیں ہوا کرتی۔ حق حق ہی ہے اور جھوٹ جھوٹ ہی ہے (یکے از حاضرین)

زمیندار کا ایک ملنگ نامہ نگار جس کے پائے جہاں پیما اور نگاہِ حقائق کشا سے تھیٹر اور سینما تک محفوظ نہیں ہیں اور جس نے پچھلے دنوں شاہ عالمی دروازہ لاہور کے باہر تھیٹر میں جا کر یہ راز معلوم کیا تھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ بلند اقبال اپنے حواریوں سمیت اس رقص گاہ حُسن و جمال میں بصد شوق تشریف لائے تھے ۳ جنوری کی شام کو پھر تا پھرا تا الفنسٹن تھیٹر میں پہنچ گیا۔ جہاں مغرب کی ایک مشہور ایکٹرس میری پکفرڈ سینما کی فلم پر جلوہ گر ہونے والی تھی۔ ڈراما شروع ہونے سے پیشتر ”پاتھے گزٹ“ کی ایک ریل بھی دکھائی جاتی ہے جس میں دنیا کے تازہ واقعات پردہ تصویر پر پیش کئے جاتے ہیں۔ جب وہ ریل شروع ہوئی تو نامہ نگار کیا دیکھتا ہے کہ تھیٹر میں ہر طرف احمدی ہی احمدی بھرے پڑے ہیں نامہ نگار کو حیرت ہوئی کہ ان مقدسین کلیسیائے قادیان کو جن کی متشرع صورتیں اور پاکیزہ داڑھیاں انتہائی تقوے کا اعلان کر رہی ہیں آخر کیا مجبوری پیش آئی کہ آج سب کے سب تھیٹر میں دھرے ہوئے ہیں۔ اتنے میں پردے پر ہز ... کے الفاظ نظر آئے اور ان ہی یہ منزل پیش نظر ہو گیا کہ موسیو محمود اور اُن کے ممبر طلوع کی قطار برٹش کی اس عمارت پر کھڑی ہے جو مقتولین جنگ کی یادگار میں تعمیر کی گئی تھی۔ بارے اس سے یہ سمجھ میں آ گیا کہ قادیانیوں نے جو تھیٹر پر یورش کی ہے۔ اس کا مدعا زیارت مرشد ہے۔ لہٰذا آنا جائز نہیں۔ کہ انما الاعمال بالنیات۔ (زمیندار ہفتہ وار)



ایک دفعہ کا ذکر ہے ہمارے ایک بزرگ چند دوستوں کو ساتھ لے کر دہلی تشریف لے گئے۔ مشہور مقامات کی سیر کی جامع مسجد میں گئے تو دروازے ہی میں سب نے اپنے جوتے اُتار دیئے۔ اور نہایت بے فکری سے مسجد کا معائنہ کرنے لگے۔ جب محراب و منبر کے قریب پہنچ گئے تو ایک دہلوی صاحب نے بیرونی دروازے سے پکار کر کہا۔ "اجی حضرت اپنے جوتوں کی حفاظت کیجئے نہیں تو کوئی اُٹھا لیجائیگا" اُنہوں نے جواب دیا۔ "کیونکر اُٹھا لیجائیگا؟ دیکھئے اپنے کندھے پر سے یوں رومال اُتار کر اسے یوں زمین پر بچھا دیگا۔ اور یوں آپ سب کے جوتے باندھ لیگا" یہ کہتے ہوئے دہلوی صاحب نے اپنے قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنی شروع کی اور سب جوتے رومال میں باندھ کر چل دیئے۔ معائنہ مسجد کے شوقین بھاگے کہ اس دن دہاڑے ڈاکے ڈالنے والے کا تعاقب کریں۔ مگر اتنے میں وہ مسجد سے نکلکر کسی گلی میں داخل ہو چکا تھا۔ سب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ آخر بازار سے نئے جوتے منگا کر مسجد میں سے نکلنے کے قابل ہوئے

(زمیندار ہفتہ وار)

دہلی میں عورتوں اور مردوں کا کرکٹ میچ

دہلی میں روشن آرا کرکٹ کے میدان میں انگریز لیڈیوں اور انگریز مردوں کا دلفریب کرکٹ میچ ہفتہ کے روز ہوا لیڈی ٹیم کی کپتان مسز ہیل تھیں۔ پہلے مرد کھیلے اور ۱۱۱ رنز پر پہلی بازی ختم ہوئی۔ مسز اتر نے اپنی گیند کے نشانہ سے آوٹ کیا۔ مسز روڈ نے دو دفعہ نرالے انداز سے گیند لپک لی۔ عورتوں کی کھیل شروع ہونے پر جس وقت ان نازنینوں نے بلّا سنبھالا اندھا دھند ہٹو کا تار باندھ دیا۔ پانچویں کھلاڑی کے آوٹ ہونے پر عورتوں کی ۷۰ رنز ہو چکی تھیں۔ اندیشہ تو یہ تھا کہ مردوں کو شاید اس پہلے کھیل میں ناکامی ہوگی۔ آخر مردوں کو بھی جوش آگیا۔ اور مسٹر روگر نے وہ تاک تاک کر گیند پھینکی کہ چار بال میں چار لیڈی آوٹ ہو گئیں اور چار کو مسٹر ہیپ نے گیند لپک کر آوٹ کر دیا۔ مس انز نے ۲۲ اور مس روز نے ۱۸ رنز کیں۔ افسوس اس کھیل میں پاسہ مردوں ہی کا زبر رہا۔ لیڈیوں کی کل رنز ۸۴ ہوئیں۔ دوسرے کھیل میں مردوں کی ۵۸ رنز ہوئیں اور لیڈیوں کی ۶۹ رنز ہوئیں۔ انجام کار مردوں کی فتح رہی۔

یہ میچ دہلی میں ایک قابل فخر یادگار رہیگا۔

(اخبار عام)

خبریں

پیرس ۱۴ جنوری۔ فیض کے ایک برقی پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ مراکش کے قبائل میں خانہ جنگی ہو گئی سات جنوری کو غمیس نے اہل ریف پر حملہ کیا اور انہیں شیشوان مغرب کی طرف پسپا کر دیا۔ اہل ریف کے سو آدمی مقتول ہوئے۔ اور تین سو گرفتار کر لئے گئے۔ رغازی عبدالکریم نے فوراً اپنے قابل ترین نائبین کے زیر علم ایک لشکر باغی قبائل کی سرزنش کے لئے روانہ کر دیا۔ اخبار پیٹیٹ پرسین نے اعلان کیا ہے کہ اہل ریف اور اہل غمیس کے باہمی جنگ وجدل نے غازی عبدالکریم کی پوزیشن کو خطرہ لاحق کر دیا ہے

لنڈن ۱۴ جنوری۔ شیشوان کی حالت کے متعلق متضاد اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم ٹینجیر کا بیان ہے کہ بغاوت وقوع پذیر ہے۔ لیکن غازی عبدالکریم انسر نو نا قتح حیثیت سے شہر میں داخل ہو گئے (زمیندار ہفتہ وار)

امرتسر۔ نابھہ جیل سے ۵۰ اکالی رہا ہو کر امرتسر پہنچ گئے ہیں۔ یہ اکالی قیدیوں پر جیل کے مظالم کی نہایت خوفناک داستان سناتے ہیں۔ (بندے ماترم)

بمبئی ۱۲ جنوری۔ یہ امر کہ دلت جاتیاں اپنے فرض کو سمجھ رہی ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے آمادہ ہیں۔ حال ہی میں اس وقت ثابت ہوگیا۔ کہ جب ایک عظیم الشان جلسہ میں زبردست تقریریں کی گئیں ان تقریروں میں منوہن داس راجی اور اچھوت پن کو دور کرنے کی تحریک کی مخالف کے لئے تحریک کے بانیوں کے رویہ کی مذمت کی گئی جھٹ بولے ممبر کونسل صدر نشین تھے۔ پہلے ریزولیوشن میں مہاتما گاندھی کا ان کی اچھوت پن دور کرنے کے متعلق قابل تعریف کوششوں کے لئے شکریہ ادا کیا گیا۔ قدیم الخیال جماعتوں کو دھمکی دی گئی۔ کہ اگر ضرورت ہوا تو وہ اچھوت پن دور کرنے کے لئے مہاتما گاندھی کے ستیہ گرہ کے طریق پر عمل کرینگے۔ (ر ر)

بمبئی ۲۰ جنوری۔ بمبئی کی استریوں کے ایک قائمقام جلسہ میں جس کی صدر لیڈی جگموہن داس تھیں بڑے زور سے مسٹر جوشی کے میبرنٹی بینیفٹ بل کی تائید کی گئی۔ اور اسے مزدور عورتوں کے لئے نہایت فائدہ مند بتلایا گیا ہے اور ممبران اسمبلی سے التجا کی گئی کہ وہ اسے پاس کر دیں۔ (ر ر)

لاہور ۱۹ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج صبح ۹½ بجے والی چھاؤنی کنگرٹ ٹرین سے مسمی کالا سنگھ ولد ہیرا سنگھ سکنہ موضع مار تھانہ گرنڈہ ضلع امرتسر لاہور سٹیشن پر اُترا۔ ابھی مغربل پل سے گذر ہی رہا تھا کہ پولیس نے شبہ میں گرفتار کر لیا۔ چند معزز اشخاص کے روبرو تلاشی لی گئی اس کے قبضہ سے ۴ بوتلیں شراب کی برآمد ہوئیں۔ جسے اُس نے خود تیار کیا تھا۔ پولیس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص لاہور کے اکثر ہوٹلوں کو شراب مہیا کرتا تھا ملزم ریلوے حوالات میں زیر حراست ہے۔ اور پولیس تحقیقات میں مصروف ہے۔ (ر ر)

لاہور ۱۹ جنوری۔ پنڈت بدری ناتھ صاحب سب انسپکٹر محکمہ آبکاری لاہور نے مسمی

بنارسی لال سوڈا واٹر فروش دھوبی منڈی لاہور کو خراب بلا لائسنس فروخت کرتے ہوئے گرفتار کیا۔ اور ازاں بعد حوالہ پولیس کیا مقدمہ زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ ابکاری زیر تفتیش ہے۔ (ر)

بیجے پور۔ اس مقام میں گورنر کی آمد پر ہڑتال کی گئی۔ تمام دوکانیں دوکانوں کا کام اور بازار بند تھے۔

دربار میں چند جی حضوری اور کلرکوں کے سوا اور کوئی شخص شامل نہیں تھا۔ چونکہ پرونشیل کانگرس والوں نے پچھلی پریسیڈنسی کی گورنر کا خیر مقدم کرنے کی تجویز رد کر دی تھی۔ اس واسطے چھپے ہوئے ایڈریس پر پریسیڈنسی کی طرف سے لکھے گئے الفاظ پر قلم پھیر دی گئی۔

(ر)

لنڈن ۱۹ جنوری۔ پولیس نے جس اطلاع کی بناء پر کارروائی کی وہ ایک سوسائٹی کے ممبران میں باہمی خط و کتابت سے معلوم ہوئی تھی۔ جس میں جنگی جہازوں کی حرکات کا تذکرہ۔ پورٹسموتھ میں جو دو آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا بحری فوج سے تعلق ہے۔ دونوں کو گرفتار کر کے لنڈن بھیجا گیا۔ جہاں بو سٹریٹ پولیس کورٹ میں انہیں حاضر کیا گیا۔ اور ایک ہفتہ کا ریمانڈ حاصل کیا گیا۔

جب جہاز جوزف کلیری گھاٹ پر جہاز بنانے والے پر یہ الزام ہے کہ اس نے جہاز معسکر کے گودام کے متعلق سرل سیکف کو اطلاع دی تھی۔ موخر الذکر لنڈن میں سول سرونٹ تھا۔ (ر)

لنڈن ۲۰ جنوری۔ ایم ٹراٹسکی برف سے ڈھکے ہوئے جنگلوں میں ساسکو کے قریب ہی ایک دیہاتی تفریح کے مکان میں علیحدہ پڑا ہوا ہے اور خفیہ پولیس کی افواج سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے تمام امداد کنندگان کو جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ ان کی سخت نگرانی کی جا رہی ہے۔ ساری کمیونسٹ پارٹی اس وقت سخت جوش میں ہے۔ لنڈن اخبارات کے نامہ نگار اندازہ لگا رہے ہیں کہ اب یا تو ایم ٹراٹسکی رضامندانہ طور پر ریٹائر ہو جائیگا۔ اور یا ایک جنگ کریگا۔ (ر)

جدہ ۱۹ جنوری۔ ہوائی جہازوں کی پرواز سے معلوم ہوا ہے کہ قصبہ کے باہر کثیر تعداد وہابی افواج جمع ہے۔ جلد ہی ایک حملہ کی توقع کی جا رہی ہے۔

خشکی کی طرف جدہ کے گرد تاروں کے جنگلے لگا دیئے گئے ہیں۔ شہر میں جس قدر سونا تھا وہ سارا وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ ملک معظم کا جہاز کیو پٹیس مقام کے نواح میں ہی کھڑا ہے۔ (ر)

آکسفورڈ۔ ۱۹ جنوری۔ جنیوا میں لیگ آف نیشن کی افیم کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس لئے دفتر خارجیہ دفتر نوآبادیات اور انڈیا آفس کو بہت کام کرنا پڑا۔

اخبار آبزرور کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس کانفرنس میں امریکہ کے ڈیلیگیٹوں کا عملی طور پر یہ مطالبہ ہے کہ طبی اور سائنس کی ضروریات کے علاوہ افیم کی تمام دنیا کے لئے ممانعت کر دی جائے اور ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ کے بغیر کسی شخص کو افیم نہیں ملنی چاہئے۔ لیکن ہندوستان کے کئی ایسے علاقے ہیں جہاں کوئی ڈاکٹر وغیرہ نہیں ہے۔ اور وہاں کے باشندگان طبی طور پر خود بخود افیم کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ہندوستان اس مطالبہ کو منظور نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قدرتی طور پر برطانوی گورنمنٹ کو امریکہ کے مطالبہ سے ہمدردی ہے۔ لیکن توقع کی جاتی ہے کہ وسکاونٹ سیسل کے اس افیم کانفرنس میں شریک ہونے سے ہندوستان کے ساتھ کسی قسم کی بے انصافی ہونے نہیں پائیگی۔ لیکن دنیا کے خیال میں برطانیہ کی خود داری اور ہند کی پوزیشن کا تقاضا ہے کہ جتنی جلدی افیم کی برآمد بند ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

(ر)

آکسفورڈ۔ ۱۹ جنوری۔ ۱۷ جنوری کو خرطوم میں اعلان کیا گیا ہے کہ سوڈان میں ایک جدید فوج قائم کی جائیگی۔ جس کا نام سوڈان ڈیفنس فورس ہوگا۔ اور جو گورنر جنرل کا حلف وفاداری اٹھائیگی۔ یہ اعلان سر جعفری آرچر نے ایک سرکاری گارڈن پارٹی کے موقع پر کیا۔ اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ تمام افسران کا مقرر و برخاست کرنے کا اختیار گورنر جنرل کو ہوگا۔ اور اس کے نام پر تمام کمیشن جاری ہونگے کمیشن دیئے جانے کے متعلق ضروری تفاصیل و ہدایات سوڈان کے رہنے والے موجودہ فوجی افسروں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ جدید کمیشنوں کو منظور یا نامنظور کرنے کے متعلق فیصلہ کر سکیں۔ سوموار کو عامدرامان میں ایک فوجی پریڈ ہوگی۔ اس کے بعد گورنر جنرل بڑے بڑے فوجی مرکزوں میں دورہ کرینگے۔ اور کمیشن عطا کرینگے۔ موقعہ پر مقامی گورنر حلف وفاداری پڑھائیگا۔

خوب یاد آیا

زرافشاں کا ہر ایک موجودہ خریدار ایک نیا خریدار دیکر ہمیں مشکور فرمائے۔ مینجر





مگر افسوس کہ یا تو بیرونی رکاوٹوں کے سبب سے یا ہماری لیاقت کے محدود ہونے سے ہم اپنے منصوبوں سے باز رہے۔ اپنی خواہشوں کو پورا نہ کرسکے۔ اور ہمارے تمام خیال محض خواب ہوگئے اور ایک توڑے والے انسان کی طرح ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہے کہ کاش کہ ہمارے پاس دس توڑے ہوتے تو ہم کام شروع کرتے۔

تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ جہاں لوگوں نے ان بیرونی اور اندرونی عدوں کو قبول کیا اور روح کو سپرد روح کے ساتھ اپنا کام شروع کیا۔ انہوں نے آئندہ پشتوں کر زیر بار احسان کیا ہے۔ اور ریگ زمانہ پر اپنے نشان قدم چھوڑ گئے ہیں۔ جب مہاتما گاندھی کو چھ سالہ قید کا حکم سنایا گیا تو اُس نے تبسم بھرے لبوں سے کہا۔ مجھے بھی آرام کی ضرورت تھی۔ باہر تو حاصل نہ ہوتا تھا۔ اب جیل کی چاردیواری میں ملیگا۔ اُس کے لئے جیل خانہ ایک بہترین آرامگاہ ہوگئی۔ جب تلک مرحوم کو چھ سال کی قید ہوئی تو اُس نے زمانہ حراست میں بھگوت گیتا کا ترجمہ کرکے تمام دنیا کو اپنے احسان کے نیچے دبادیا۔ اور اسی طرح جان بنین نے قید میں اپنی بے نظیر تصنیف "مسیحی مسافر" لکھدی۔

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ رضا اور ابتلا۔ اخلاق بھی ہے کہ اپنی رضا سے کام کیا جاوے۔ اگر ہم محض اپنے فرائض کو ادا کریں تو ہماری زندگی بے مزہ اور تلخ ہوجائیگی۔ پُرلطف اور کامیاب زندگی کا راز یہی ہے کہ ذوق سے بڑھکر کریں اور یہی سچی زندگی کا بھید ہے۔

جلال الدین

بچوں کی پرورش و حفاظت

ہم ڈاکٹر عبدالمسیح صاحب کے شکر گذار ہیں جنہوں نے نور افشاں کے اوراق میں بچوں کی پرورش اور حفاظت کے مضمون پر لکھنے کا عزم بالجزم کیا ہے۔ خدا آپ کو آپ کے ارادہ میں مضبوط فرمائے۔ آمین۔ ایڈیٹر

مجھ حقیر ناچیز عبدالمسیح نے خدا ایک کی روح کی اجازت سے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے مسیحی اور غیر مسیحیوں کے بچوں کی تندرستی اور فائدہ کے واسطے کبھی کبھی نور افشاں میں مضمون بھیجا کروں۔ جس سے عام طور سے ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو ازحد فائدہ ہوگا۔ بلکہ پیارے خریداران نور افشاں محمدی اور ہندو بھائیوں کو بھی اس مضمون سے مطلع کریں اور اشتیاق دلاتے رہیں۔ تاکہ اور لوگ بھی نور افشاں کے خریدار بن جاویں۔

تمہید

یہ بھی ایک قدرتی امر ہے کہ ہر شخص اپنی اولاد کو تندرست و توانا دیکھنا چاہتا ہے اور اپنی دانست میں پرورش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتا۔ باوجود اس کے غیر تعلیم یافتہ ملکوں میں بکثرت بچے مرتے ہیں اور جو زندہ رہتے ہیں اُن میں بہتوں کی صحت خراب ہوتی ہے۔ یا اُن کی نشوونما یا اعضا میں عیب و نقصان رہ جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان کا یہی حال ہے۔ موت و پیدائش کی رپورٹوں سے اس جانکاہ سانحہ پر روشنی پڑتی ہے۔

اس کی خاص وجہ والدین کا بچوں کی پرورش کے طریق سے ناواقف ہونا ہے۔ کیونکہ والدین اپنی سمجھ میں اولاد کے واسطے جو امر بہتر تصور کرتے ہیں وہ عمل میں لاتے ہیں۔ مگر لاعلمی سے یہی امر اُن کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے لہٰذا صاحب اولاد کو بچوں کی پرورش کا طریق جاننا لازم ہے اب اگر کوئی شخص مرد ہو یا عورت۔ محمدی ہو یا ہندو عیسائی ہو یا اور کسی فرقہ کا ہووے اور اس سے فائدہ نہ اُٹھاوے اور غفلت سے اولاد ضائع کردے تو پھر اللہ تعالیٰ اور خلق اللہ کے روبرو خود جوابدہ ہے۔

واضح ہو کہ

بچوں کی بیماری کے اکثر تین سبب ہوتے ہیں اول مخصنانہ جاہلانہ ظنی خیالات دوسرے اُن کی بےپرواہی تیسرے غلاظت اور کم صفائی

(باقی آئندہ)　　　ڈاکٹر ایس عبدالمسیح

ہندو اور آریہ

گذشتہ سے پیوستہ

شدھ شدھ کی درگت | ایک اور پہلو اس کا دیکھ لیں۔ ایک شخص کو ہندو بنا کر آریہ سماجی تو اس سے الگ ہوجاتے ہیں۔ مگر ہندو بھی اُس کے ساتھ نہیں رہتے۔ یا اس کو اپنے ساتھ نہیں ملاتے۔ آپ چماروں کو ہی دیکھ لیں۔ اس کے لئے بحث کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص جو اس میدان میں کام کر رہا ہے وہ اقراری ہے کہ چماروں کی شدھی کا جہاں تک تعلق ہے وہ ناکام

وہ نہ آریہ ہوئے نہ ہندو

ان کو کنوؤں پر پانی بھرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ کئی جگہوں پر تو ان بیچاروں کے لئے کنوئیں علیحدہ بنائے گئے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ روٹی بیٹی کا رشتہ برتنا تو ہزاروں کوس دور ہے تو میں کہتا ہوں کہ

وہ شدھ کیا ہوئے!

کئی جگہ پر اس معاملہ نے عام ہندو پبلک کی توجہ کو مبذول کیا۔ بڑے بڑے جلسے ہوئے بڑے بڑے بزرگان قوم فیصلہ کے لئے وہاں گئے۔ مگر ہوا کیا؟

میں کسی کا نام نہ لونگا

گھر کا بھیدی | مگر مجھے معلوم ہے کہ ایک موقعہ پر ایک ہندو بزرگ نے کہا تھا کہ بالفعل اُن کے ساتھ روٹی بیٹی کا ناطہ نہ ہو تو۔ مگر ان کو اپنے دیوالیوں میں جانے کی تو اجازت دیدو۔ مگر نہ وہ بجا نہ یہ۔

ہندو آریوں کے دشمن | اب ذرا یہ بھی دیکھئے کہ ہندوؤں کا آریوں کے ساتھ کیا سلوک ہے۔ وہ آریہ سماجی کہ جو ہندوؤں کے لئے ہر وقت سینہ سپر ہیں وہ اُن آریہ سماجیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں۔ میں ایک دفعہ اپنے احباب کے ساتھ متھرا گیا۔ . . . . . ایک مندر پر بورڈ چسپاں تھا کہ اس

مندر کے اندر آریوں کو جانیکی اجازت نہیں

آریہ سماجیو۔ یہ عزت ہے تمہاری ان لوگوں

طرف سے کہ جن کے لئے تم اپنا سر و سو برباد کر رہے ہو ۔۔۔ میری تو یہ رائے ہے کہ آریہ سمیلیے۔

ایک ہندو ہی درجہ رکھتا ہو

کہ جو ایک مسلمان (رام لال لاہور۔ اخبار آریہ مسافر آگرہ ۱۴ ۱۱/۲۴)

آریہ سماجیونکو چاہئے کہ اس صاف گو کو اپنا گروہ بنا لیں۔ اس کے یہ الفاظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ کہ موجودہ شدھ نہ آریہ بنائے جاتے ہیں اور نہ ہندو۔ اور کہ آریوں کی نگاہ میں سناتن دھرم کی بھی قدر و توقیر ہے جو کہ اسلام کی۔ ہمیں یقین ہے کہ مہاشوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ بجز کہ

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

مگر آریہ سماجیوں سے شکایت فضول ہے۔ کیونکہ ان کے پیرومرشد سوامی جی صاحب بھی ایسی ریاکاری اور چالبازی کی خوب تعریف کرتے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۱ صفحہ ۳۶۹ میں مریدان با اخلاص کی ہدایت کے لئے تحریر فرما گئے ہیں کہ

پنڈت دیانند کے تعصب کا ثبوت | اگر سنکر آچاریہ کا اپنا یہ اعتقاد تھا کہ جیو اور برہم ایک ہیں دنیا جھوٹی ہے تو درست نہیں اور اگر صرف

جیوں کی تردید کی خاطر

انہوں نے ایسا کہا تو چنداں قابل اعتراض نہیں"۔ جب پیر صاحب ہی ریاکاری کی تعریف کرتے ہوں تو چیلوں کو روکنے والا کون ہے؟

مامریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

(باقی باقی)
خان

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا رقمطراز ہے۔ کہ سوویٹ کے جرائد نے سائبیریا میں ایک سونے کی کان ملنے کی اطلاع شائع کی ہے۔

رومن اردو کی کتابیں

نہایت عمدہ چھپی ہوئی ہیں

دولت لازوال۔ کس طرح ایک مسلمان اور اس کی بیوی خود بخود مسیح پر ایمان لائے۔ ایک کہانی صفحہ ۱۲۳ ۸/

دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ | سوال و جواب کے طور پر مسیحی مذہب کے عقاید و ایمانیات کا بیان صفحہ ۱۰۳ ۸/

دینی سوال و جواب مسیحی بنیادی تعلیموں کا بیان مروجہ امریکن مشن صفحہ ۱۶ ۶ پائی

دوسری آمد مسیح کی آمد ثانی از پادری جے۔ ایف المن صاحب صفحہ ۱۹۹ ۳/ رعایتی ا/

فہرست قرآن مؤلفہ پادری ای۔ ایم ویری صاحب۔ یہ مضامین کے لحاظ سے مع حوالجات اور بہ ترتیب حروف تہجی قرآن کی آیتوں کی فہرست ہے۔ صرف چند جلدیں باقی رہ گئی ہیں صفحہ ۹۶ ۸/

گنجینہ اسلام۔ وہ تمام باتیں جن سے مسیحی مبشرین اہل اسلام میں انجیل کی بشارت دینے کے وقت لیاقت حاصل کر سکیں صفحہ ۱۴۶ ۸/

گیتا دلی۔ بچوں کے لئے گیت اور غزلیں۔ باجے کے نوٹوں کے ساتھ صفحہ ۱۳۵ کپڑا ۲ ۔۔۔

غذائے روح۔ مسیحی دینی اشعار و غزلیات مرتبہ و مؤلفہ مولوی صفدر علی صاحب مرحوم فلنگ شفٹ ۱ کپڑا ۱۴/

گلدستہ وعظ حصہ اول۔ اس میں بہت سے آسان اردو میں وعظ درج ہیں صفحہ ۱۹۲ شفٹ ۱۴ کپڑا ۸/

ہدایت برائے تیمار داراں۔ عام فہم زبان اردو میں ہندوستانی امیدوار نرسوں کیلئے صفحہ ۱۲۳ کپڑا ۱ ۸/

ہدایت الاطفال ترجمہ مس صاحبہ بال صاحبہ۔ عشائے ربانی کی بابت ہدایتیں صفحہ ۳۰۳ پائی

ہر قسم کی کتابیں کا نگری ٹیٹشر ہنسائی کلیسیا دری استعمال کی
سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور وسعت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق ہرا دار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان، لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچین ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری کانم ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جو کشتا ۸ سے ۸ تک گرد کو ... ۸ سے ۸ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کی ۔۔۔ پنجابی پریس لاہور میں بہ اہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔